

نہیں پکڑتے کہ محبوب کے سبز خط سے ان تنکوں کو طراوت پہنچ رہی ہے اور جوشے
نم آلود ہو جائے، وہ آگ نہیں پکڑتی۔

پورے شعر سے مقصود صرف یہ ہے کہ محبوب کے جمال کا نقشہ پیش کیا جائے،
جو دوسروں کے نزدیک ممکن ہے، مبالغے پر مبنی ہو، مگر عاشق کے نزدیک احساسات
کا زیادہ سے زیادہ صحیح مرقع ہوتا ہے۔

۲۔ شرح : حسن کی جلوہ آرائی ہی سے عاشق کی ہر مشکل دور ہوتی ہے
اور اس سے عمدہ برآ ہونے کا راستہ نکل آتا ہے۔ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے
ہیں کہ شمع کے اندر جو دھاگا ہوتا ہے، وہ کانٹے کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن ظاہر
ہے کہ وہ کانٹا آگ ہی نکالتی ہے۔ یعنی شمع روشن ہو تو دھاگا جلتا رہتا ہے۔ موم
پگھل پگھل کر ختم ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ شمع ختم ہو جاتی ہے اور دھاگا بھی
باقی نہیں رہتا۔ اس حالت کی تعبیر یوں کی گئی کہ شمع کے پاؤں سے کانٹا نکل گیا۔
مدعا یہ کہ جس طرح آگ شمع کے پاؤں سے کانٹا نکالتی ہے، اسی طرح حسن
کی جلوہ آرائی عاشق کی مشکلیں حل کر دیتی ہے۔



۱۔ لغات : خور : جادہ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع

خورشید - سورج -
چرخ واکرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع
واکرنا : کھولنا۔

وداع : رخصت۔

شرح : اس شعر میں سورج کے غروب اور ہلال کے نکلنے کا منظر پیش
کیا گیا ہے۔ شام کا وقت ہے۔ کرن کا تار سورج کے لیے سفر کا راستہ بن گیا
ہے۔ افق پر نیا چاند طلوع ہو گیا ہے۔ چونکہ اس میں جھکاؤ ہوتا ہے، اس لیے
اسے آغوش سے تشبیہ دی گئی ہے اور فرمایا گیا کہ یہ نیا چاند نہیں، بلکہ آسمان نے

سورج کو آغوش میں لے لیا ہے۔